دعوت دین کی اہمیت وضرورت

سراج احمد برکت اللہ فلاحی

امت مسلمہ کا مقصد وجود: دعوت دین ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ یہ امت مسلمہ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ علماء اور امت کے باشعور طبقہ پر بالخصوص فرض ہے کہ وہ دعوتِ دین کا کام انجام دیں۔ تبلیغِ دین کا مشن ہر زمانے میں جاری رہا ہے اور موجودہ حالات میں بھی اس کی اتنی ہی ضرورت ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے امتی کے مشن کو بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (یوسف: 1088)(اے نبی) آپ کہہ دیجیے یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کے ساتھ، میں اور میرے ساتھی بھی۔ اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔ یہی امت کا اصل مشن ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ امت مسلمہ میں ہر دور میں کم از کم ایک ایسی جماعت کا وجود ضروری ہے جو عام لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران: 1044) تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہیے جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اندر ضرور بالضرور ایک ایسی جماعت ہونی ہی چاہیے جو لوگوں کو خیر و بھلائی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے۔ عربی قواعد کی روسے اس حکم میں تاکید در تاکید ہے۔ نیز اس آیت کے سیاق میں علماء نے صراحت کی ہے کہ اہل کتاب کا ذکر کرنے کے بعد پہلے تو امت کو ہدایت دی گئی تقویٰ، ایمان باللہ اور ایک ساتھ متحد ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی اور اختلاف و تفرقہ سے دور رہنے کی۔ آگے اس آیت میں امت کو خارج کا پروگرام دیا گیا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور اللہ کی بندگی واطاعت کی طرف انہیں بلائیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں نبی ﷺ کو صریح الفاظ میں دعوتِ دین کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے النحل: 125، آل عمران: 64، المائدہ: 67، الحج: 67، اور القصص: 87 میں یہ حکم موجود ہے۔ ان آیات کے مخاطبِ اصلی تو خود نبی ﷺ ہیں لیکن یہ احکام سارے ہی مسلمانوں سے متعلق ہیں۔ نبی ﷺ کے واسطے سے یہ پیغام پوری امت کو دیا جارہا ہے۔ فرداً فرداً سارے ہی مسلمان ان احکامِ قرآن کے مخاطب ہیں اور ان کا فرض بنتا ہے کہ اللہ کی طرف بلانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اس دعوت کو لے کر پوری دنیا پر چھا جائیں۔ عام مسلمان ان احکام کی ادائی میں غفلت کے شکار ہو جائیں تو بات کسی حد تک سمجھ میں آسکتی

ہے اور ان کو نظر انداز بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وارثین انبیاء بھی اس مشن کو بھلا دیں اور دعوت دین کا کام سرے سے ترک کر دیں، کسی طرح قبول نہیں کیا جا سکتا۔ دعوت دین یعنی غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا شہادتِ حق بھی ہے، اللہ کا واضح فرمان موجود ہے: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (البقرۃ: 1433) اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک "امت وسط" بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔ "لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ" اس امت کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کے لوگوں پر حق کی گواہ ہو۔ یعنی جس طرح رسول اکرم ﷺ نے اپنے قول و فعل سے پوری زندگی حق کی گواہی دی اور اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اب امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کے لیے حق کی زندہ شہادت ہو اور اس دین حق کا عملی ثبوت فراہم کرے۔ امت مسلمہ کو دیکھ کر دنیا کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور انسانیت کے لیے حقیقی راہِ نجات کیا ہے؟ اس گواہی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جس طرح نبی مکرم ﷺ نے تبلیغ دین کا حق ادا کیا، پوری زندگی اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچاتے رہے اسی طرح اس کا حق ادا کیا جائے اور پوری زندگی اس مشن کو زندہ اور قائم رکھا جائے۔ اس آیت کی شرح و تفسیر میں مفسرین کی یہ صراحت ملتی ہے کہ ہم مسلمانوں کو روز محشر اللہ کی عدالت میں اس بات کی شہادت دینی ہوگی کہ اے اللہ تیرے رسول ﷺ کے ذریعہ ہم کو جو ہدایت ملی تھی، ہم مسلمانوں نے اسے تیرے عام بندوں تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اے اللہ! ترے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے ہم کو جو دینِ حق ملا تھا، ہم نے اسے من و عن پوری دنیا تک پہنچا دیا اور اسے قبول کرنے کی عام دعوت دی۔ ظاہر ہے اس دنیا میں اگر ہم نے دعوت دین کا کام نہیں کیا اور اللہ کے بندوں تک دین حق کا پیغام لے کر نہیں پہنچے اور ان کو قبول اسلام کی دعوت نہیں دی تو آخرت میں اللہ کے دربار میں یہ گواہی ہم کیسے دے سکیں گے؟ جس کا اس آیت مبارکہ میں مطالبہ ہے اور جس گواہی کے لیے بہر حال پیش ہونا ہے۔ آخری خطبہ میں آپ ﷺ نے پورے مجمعِ عام سے گواہی بھی لی کہ تم سب اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ پر تبلیغ دین کی جو ذمہ داری تھی، میں نے اسے ادا کر دیا ہے۔ اسی طرح آج دنیا کے عام انسانوں تک اس ہدایت کو پہنچانے کی یہ ذمہ داری ہم مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ غور کیجیے! کیا امت مسلمہ پوری دنیا کو مخاطب کر کے کہہ سکتی ہے کہ اے دنیا والو! تم سب گواہ رہنا کہ اللہ تعالیٰ نے بحیثیت امت مسلمہ ہم پر تبلیغ دین کی جو ذمہ داری ڈالی تھی، وہ ذمہ داری ہم نے ادا کر دی ہے۔ پوری دنیا تو کیا ہم اپنی بستی یا قرب و جوار کے غیر مسلم باشندوں کو مخاطب کر کے بھی ایسا نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ ہم نے مطلوبہ انداز میں ان تک دین کی بات پہنچائی ہی نہیں ہے۔ دوسری

آیت جس میں امت مسلمہ کا مقصد وجود بتایا گیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی تیسری سورہ آل عمران کی آیت نمبر 110 ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:
كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران: 110) (اب دنیا میں) وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں (کی ہدایت واصلاح) کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اس آیت سے امت وسط کی مزید تشریح ہوتی ہے۔ امت وسط کا صاف مطلب ہے خیر امت یعنی سب سے اچھی و بہتر اور اشرف واعلیٰ جماعت۔ آج امت مسلمہ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو پہلے بنی اسرائیل کو حاصل تھی۔ جس کا بیان مختلف اسالیب میں متعدد بار قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس خیر امت کو اللہ نے دنیا کے جملہ انسانوں کی ہدایت ورہ نمائی کے لیے برپا کیا ہے۔ اس کا دائرہ عمل پوری دنیا ہے اور اس کی مخاطب پوری انسانیت یعنی دنیا میں بسنے والے سارے انسان ہیں۔ آخر "اُخْرِجَتْ لِلنَّاس" کیوں کہا گیا ہے؟ خیر امت کو برپا کیا گیا ہے معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے کے لیے۔ یہ معروف کیا ہے؟ اور منکر کسے کہتے ہیں؟ اس کی وضاحت اور لغوی وشرعی مفہوم بھی اس سے قبل کی آیت جس کا حوالہ دیا گیا ہے، اسی سے ہوتی ہے۔ یعنی امت مسلمہ کے ذمہ ٹھیک وہی فرائض ہیں، جو نبی پاک ﷺ اور دیگر انبیاء کا فرض منصبی تھا۔ یعنی جس کار عظیم کے لیے نبی ﷺ کی بعثت ہوئی تھی بعینہ وہی مقاصد ہیں، جن کی انجام دہی کے لیے امت مسلمہ کو برپا کیا گیا ہے۔ بتلانا مقصود یہ ہے کہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کار نبوت کی ایک قرآنی تعبیر وتوضیح ہے۔ دعوت دین دنیا کا سب سے عمدہ کام: اس دنیا کی سب سے بڑی سچائی اسلام ہے اور یہی نجات کا واحد راستہ ہے۔ اس کی طرف لوگوں کو بلانا، سب سے بڑی نیکی ہے۔ اس دنیا کی سب سے بڑی حقیقت اللہ کا وجود ہے۔ توحید کا پیغام عام کرنے اور انسانیت کو بندگیٔ رب کی دعوت دینا ہی سب سے بہتر کام ہے۔ ظاہر ہے جو لوگ اسلام کی دعوت دیں گے ان کی پہلی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس پر عمل کریں۔ نیک بنیں اور اپنے اعمال وکردار سے اس سچائی کو ثابت کریں۔ قرآن مجید میں ایک جگہ اسی بات کو بڑے خوب صورت انداز میں کہا گیا ہے: وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (حم السجدة: 333) اور اس شخص کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا میں مسلمان ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں کارِ دعوت کے فضائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔ فتح خیبر کے موقع سے جب آپ ﷺ نے آخری دن جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا تو ان سے فرمایا: پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اے علیؓ! تمہارے ذریعہ اگر ایک بھی شخص اسلام قبول کرلے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں کے حصول سے بھی بہتر ہے۔ (اللولوء والمرجان ج2 ص192، حدیث: 1557) انبیائی مشن کے

وارثین: انسانوں کی ہدایت ورہ نمائی کے لیے اللہ تعالی نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ اللہ کے ان بر گزیدہ بندوں نے انسانوں کی رہ نمائی کی، ان کو مقصدِ زندگی سے آگاہ کیا، خدا کی بندگی کا صحیح طریقہ بتایا، زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھایا اور اپنے جیسے انسانوں کے ساتھ معاملات و معاشرت کے آداب سکھائے اور ان کی وحدت و اجتماعیت قائم کی، دنیا اور اس کی نعمتوں کو برتنے کے اصول سکھائے، اللہ کے آخری رسول جناب محمد ﷺ پر نبوت و ہدایت کا یہ زریں سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب انسانوں کی ہدایت و رہ نمائی کے لیے کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ اللہ کا ارشاد ہے: مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب: 400) (لوگو!) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ متعدد احادیث میں نبی ﷺ نے بھی اس کی وضاحت کر دی ہے کہ میں آخری نبی ہوں، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اگر کسی نے نبوت کا دعوی کیا تو جان لینا کہ وہ شخص جھوٹا اور کذاب ہے۔ جن مقاصد کے پیشِ نظر انبیاء و رسل بھیجے جاتے تھے اور تبلیغ دین، احقاق حق و ابطال باطل، شہادت حق، اقامت دین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی جو ذمہ داریاں ان پر ڈالی جاتی تھیں، اب وہ جملہ ذمہ داریاں امت مسلمہ کو انجام دینی ہیں۔ یعنی انسانوں کی ہدایت و رہ نمائی اور تبلیغ دین کا فریضہ اب امت مسلمہ کو انجام دینا ہو گا۔ آخری نبی ﷺ کی امت ہونے کی وجہ سے یہ ذمہ داری تمام مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ البتہ علمائے امت جن کو نبی ﷺ نے باقاعدہ وارث بتایا ہے۔ یہ علماء نبی ﷺ کے علم و حکمت اور فہم دین و شریعت کے وارث ہیں اور امت مسلمہ کے اندر ان کا خاص مقام ہے۔ (ابو داود، کتاب العلم ج2 ص513) ظاہر ہے اعزاز و اکرام اور مقام و مرتبہ کے ساتھ جو ذمہ داریاں نبی ﷺ کی تھیں، وہی ذمہ داریاں ان وارثین پر بھی عائد ہوں گی اور ان کی اصل ذمہ داری ہو گی کہ نبی ﷺ کے مشن کو آگے بڑھائیں، اللہ کے دین سے غافل بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچائیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ اسلام دین فطرت بھی ہے: یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی بعض ایسی خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے انسانیت ہمیشہ اس کی طرف لپکتی رہی ہے۔ اس کے دامن میں پناہ لیتی رہی ہے۔ اسے اختیار کرنے میں عافیت محسوس کرتی رہی ہے۔ اس ضمن میں اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (الروم: 30) یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جما دو، قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالی نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔ یہی بالکل درست دین ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی پیاس موجود ہے کیوں کہ جو حلقۂ اسلام سے باہر ہیں ان کو مسلسل اپنی فطرت سے جنگ کرنی پڑتی

ہے۔ کوئی عجب نہیں کہ ان کو مسلسل تصادم سے نجات کا موقعہ ملے تو وہ فوراً اس بے اطمینانی کے ماحول سے باہر نکل آئیں۔ اسلام میں عدل وانصاف ہے، عزت واحترام ہے، انسانوں کی ہر طرح کی ضروریات کی رعایت ہے۔ ہر شخص صرف اپنے ہی اعمال کا جواب دہ ہے اور کسی پر اس کی طاقت وقوت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے۔ اس کے عقائد بہت ہی شفاف اور عقل وفہم میں آنے والے ہیں۔ عبادات سے لے کر معاشرت ومعاملات بلکہ زندگی کے ہر میدان کے لیے مفصل ہدایات ہیں۔ اس کی مذہبی کتاب وحی الٰہی پر مبنی ہے اور ہمیشہ کے لیے خرد برد سے محفوظ ہے۔ اس کی دیگر تعلیمات کا بھی پورا ذخیرہ مستند تاریخی روایات پر مشتمل ہے اور صدیوں کی تاریخ ان احکام وتعلیمات کا عملی ثبوت ہے۔ اسلام کی یہ بعض ایسی خوبیاں ہیں جو کسی بھی حقیقت پسند آدمی کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ اگر ان خوبیوں کو کسی غیر مسلم یا مشرک کے سامنے بیان کیا جائے تو کم از کم وہ ان چیزوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ظاہر ہے یہ ایک ایسی روشن حقیقت ہے جسے کوئی حقیقت پسند دل تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بعض غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ: بہت سے مسلمان اب بھی اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اللہ صرف ہمارا معبود ہے، قرآن مجید صرف ہماری کتاب ہے اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ صرف ہم مسلمانوں کے نبی اور رسول ہیں۔ یہ بہت بڑی غلط فہمیاں ہے۔ 11۔ حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام صرف مسلمانوں کا دین نہیں ہے بلکہ یہ پوری انسانیت کا دین ہے اور اس دین کو اپنانے والے مسلمان کہلاتے ہیں۔ دنیا کا ہر انسان اس کا مخاطب ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ غیر مسلم بھائیوں کو اس دین سے متعارف کرائیں اور ان کو اسے اختیار کرنے کی دعوت دیں۔ 22۔ قرآن مجید جملہ انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ اللہ کی یہ آخری کتاب انسانوں کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اس کے مطالعہ کے بغیر مقصدِ وجود، خالق ومخلوق کا تعلق، عبد ومعبود کی حقیقت، طریق بندگی، مالک حقیقی کی مرضی ومشیت اور زندگی گزارنے کا سیدھا اور سچا راستہ معلوم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس کی تعلیمات واحکام کو تمام انسانوں کے سامنے پیش کرنا ہوگا، اس کے احکام پر عمل کر کے دکھانا ہوگا اور اس پر ایمان لانے کی عام دعوت دینی ہوگی۔ 33۔ نبی اکرم ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت پوری دنیا والوں کے لیے عام ہے۔ نجات وکامیابی کے لیے اس آخری نبی ﷺ پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا ہر شخص کے لیے لازمی ہے خواہ وہ کسی دین دھرم کا ماننے والا ہو۔ اس لیے ہمارا فرض بنتا ہے کہ دنیا کے سارے انسانوں کو نبی ﷺ کی اس حیثیت سے آگاہ کرائیں، ان تک آپ ﷺ کا پیغام پہنچائیں، آپ ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ زندگی سے ان کو باخبر کرائیں اور جس طرح نبی پاک ﷺ نے ہزاروں لاکھوں غیر مسلموں اور مشرکوں کو دوزخ سے نجات دلائی ہے، ہم بھی اس کی

کوشش کریں۔ دعوتِ دین اور ملکی حالات: جہاں تک ملک کے حالات کی بات ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ اس وقت باشندگان ملک میں ایک عجیب کیفیت پائی جا رہی ہے۔ لوگ حق کی تلاش میں ہیں اور سچائی کے پیاسے ہیں۔ یہاں تبدیلیٔ مذہب کے واقعات ہر روز پیش آ رہے ہیں۔ جملہ مذہبی تنظیمیں اور جدید افکار و خیالات کی حامل متعدد جماعتیں آج ملک میں اپنے دین یا افکار و خیالات کی اشاعت وفروغ میں لگی ہوئی ہیں۔ یہ کام بڑی سرگرمی کے ساتھ انجام دیا جا رہا ہے۔ چوں کہ یہاں کے عوام بہت سادہ ذہن رکھتے ہیں، حق پسند ہیں۔ نیز مذہب و دین کے حوالے سے یہاں بڑی جہالت پائی جا رہی ہے۔ اوہام و خرافات اور خود ساختہ رسم و رواج سے یہ قوم عاجز آچکی ہے۔ اس لیے عوام کو جو سمجھ میں آتا ہے یا ان کے پاس جو پہلے پہونچتا ہے اس کی بات کو وہ عموماً تسلیم کر لیتے ہیں۔ ہمارے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے کہ بنا بنایا ماحول ہے۔ ملک میں تبدیلیٔ مذہب کی آزادی ہے۔ نیا دین قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور نہ ہی اسے کوئی جرم سمجھا جا رہا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ سرگرمی کے ساتھ ہم دعوت کے میدان میں آگے بڑھیں۔ مخاطب کے ذہن و خیالات، رسم و رواج، اوہام و خرافات اور دین و دھرم کے تعلق سے ان کی سوچ کا مطالعہ کریں اور پوری تیاری کے ساتھ ان سے ملیں۔ ان کے سامنے دین حق کا تعارف کرائیں اور دین اسلام کی کھلے عام بلا خوف و خطر ان کو دعوت دیں۔ یاد رہے اگر ہم اس میدان میں آگے نہ بڑھے تو اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ پورا کا پورا ملک عیسائی ہو جائے گا کیوں کہ بڑی تیزی کے ساتھ دن رات ایک کر کے عیسائی مبلغین گاؤں گاؤں پہونچ رہے ہیں۔ طبّی و رفاہی خدمات کا سہارا لے کر بہت تیزی کے ساتھ عیسائیت کا پرچار کر رہے ہیں۔ ایک اہم بات جو ذہن میں رکھنی چاہیے وہ یہ کہ دعوتِ دین کے ذریعہ ہی خود مسلمانوں کی بھی اصلاح ہو گی اور وہ دین کے پابند ہو سکیں گے۔ دوسری طرف برادران وطن کو صحیح سے اسلام سمجھنے کا موقع ملے گا، غلط فہمیاں دور ہوں گی، مسلمانوں کی صحیح پوزیشن ان کے سامنے آسکے گی اور روزِ قیامت ہم اللہ کی پکڑ سے بچ سکیں گے اور اگر اللہ کے کرم سے لوگوں کو قبول اسلام کی توفیق بھی ملتی رہی تو بہت جلد ملک کا ماحول بدل جائے گا۔ اس طرح انسانیت خود انسانوں کے ظلم و جور سے نجات پا کر اسلام کے سایۂ امن و عدل میں آسکے گی۔

Read more mazameen.com/religion-2/dawat/%d8%af%d8%b9%d9%88%d8%aa-%d8%af%db%8c%d9%86-

%da%a9%db%8c-%d8%a7%db%81%d9%85%db%8c%d8%aa-
%d9%88%d8%b6%d8%b1%d9%88%d8%b1%d8%aa.html